حضور اکرم ﷺ کے اخلاق حسنہ کے کچھ اہم پہلو

از: حمیداللہ قاسمی، جوری، سنت کبیر نگر (یوپی)

اخلاق کا لفظ ذہن میں آتے ہی ایک ایسا خاکہ ابھر کر سامنے آجاتا ہے کہ جس کو ہر آدمی اپنانے کی کوشش کرتا ہے، کیونکہ اخلاق انسان کا ایک ایسا جز ہے کہ جس کے اندر یہ صفت پائی جاتی تو سمجھ لیجیے کہ وہ کامل انسان ہے، اخلاق ایک ایسی دوا ہے جو دل و دماغ دونوں کو غذا پہنچاتا ہے، رسول پاک ﷺ نے علم اور عبادت کی زینت اخلاق کو قرار دیا ہے، قیامت کے دن مومن کے میزانِ عمل میں کوئی چیز حسن اخلاق سے زیادہ باوزن نہیں ہوگی، اسی طرح مومن اپنے حسن اخلاق ہی کی وجہ سے ہمیشہ روزہ رکھنے اور تہجد گزار کا مرتبہ حاصل کرلیتا ہے، مسلم شریف کی روایت ہے کہ ''نیکی حسن اخلاق کا نام ہے اور برائی وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تمہیں ناپسند ہو کہ لوگ اسے جانیں۔'' (رواہ مسلم وابوداؤد)

ترمذی شریف میں ایک جگہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھا ہو'' چنانچہ عظمت اخلاق آخری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتیاز ہے، سارے انبیاء اخلاق کی تعلیم دینے کے لیے دنیا میں آئے، مگر آپ ﷺ اس ہدایت کے آخری رسول ہیں، یا یوں سمجھیے کہ قرآنی نظریہ اخلاق ہے اور رسول ﷺ نمونہ اخلاق ہیں، جب نظریہ عمل میں ڈھلتا ہے تو کمی بیشی عموماً ہوجاتی ہے، مگر اخلاق کا نظریہ جتنا معقول اور مستحکم ہے اتنا ہی مستحکم اخلاق کا نمونہ بھی ہے، اسی لیے دنیا کے بیشتر مفکرین اور معلّمین کی نظر میں اخلاق کا درس خوشنما نظر آتا ہے، مگر جب ان کے قریب جائیے تو فکر و عمل کا تضاد اور گفتار و کردار کا اختلاف سامنے آتا ہے؛ لیکن رسول پاک ﷺ کا معاملہ یہ ہے کہ ان کی گفتار جتنی پاکیزہ ہے، کردار اتنا ہی پاکیزہ نظر آتا ہے، تعلیم جتنی روشن نظر آتی ہے، سیرت اتنی صیقل دکھائی دیتی ہے، کہیں پر کوئی جھول یا کسی قسم کا کھوٹ نہیں، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ واقعی اس اعزاز کے مستحق تھے؛ کیوں کہ وہ

کون سا خلق حسن ہے جو آپ کی ذات گرامی میں نہیں تھا، حیا، جس کو تمام اخلاق میں سب سے افضل اور عظیم ترین خلق قرار دیا گیا ہے، آپ ﷺ کی عملی زندگی میں اس کے دخل کا یہ حال تھا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ ایک باکرہ اور بے نکاح لڑکی اپنے پردے میں جس قدر حیا کرتی ہے اس سے کہیں زیادہ رسول اکرم ﷺ حیادار تھے۔

غصہ کو دبانا اور ضبط کرنا بڑی اعلیٰ صفت ہے جو برسوں کی ریاضت کے بعد کسی کو حاصل ہوتی ہے، اس کے فضائل بیان کردینا تو آسان ہے مگر اس پر عمل کرنا بڑا مشکل ہے؛ لیکن آپ ﷺ کے اندر یہ اعلیٰ صفت کوٹ کوٹ کر بھی ہوئی تھی، اگر سیرت کا مطالعہ غور سے کیا جائے تو اس کی مثال قدم قدم پر ملیں گی، آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا جب مکہ سے ہجرت کرکے (اونٹ پر سوار ہوکر) مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہورہی تھیں، تو راستہ میں ہبار بن اسود نامی ایک شخص نے انہیں اتنی تیزی سی نیزہ مارا کہ وہ اونٹ سے گر پڑیں، حمل ساقط ہوگیا، اس صدمہ سے تاب نہ لاسکیں اور اللہ کو پیاری ہوگئیں، رسول اکرم ﷺ کو جب اس حادثہ کی خبر ہوئی تو آپ بہت غضب ناک ہوئے اور آپ کو اس بات سے بہت صدمہ ہوا، جب بھی اس حادثہ کی یاد تازہ ہوجاتی تو آب دیدہ ہوجاتے؛ لیکن جب ہبار بن اسود اسلام لے آئے اور معافی کی درخواست کی، تو آپ ﷺ نے انھیں معاف کردیا۔

اسی طرح وحشی بن حرب جن کی ذات سے اسلامی تاریخ کے تلخ ترین حادثہ کی یاد وابستہ ہے، کہ جنھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب و مشفق چچا کو قتل کیا تھا؛ لیکن جب انھوں نے اسلام لاکر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کا اسلام تسلیم فرمالیا، پھر آپ ﷺ نے ان سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کی کیفیت دریافت فرمائی، جب انھوں نے واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ پر گریہ طاری ہوگیا اور فرمایا وحشی! تمہارا قصور معاف ہے؛ لیکن تم میرے سامنے نہ آیا کرو، تمہیں دیکھ کر پیارے شہید چچا کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔

وفا - انسانی اور ایمانی صفت ہے جس کے اندر وفا نہ ہو وہ یقیناً انسانیت اور ایمان کے کمال سے محروم ہے قرآن میں بدعہدی کو یہود جیسی مردود قوم کی صفت بتایا گیا ہے اور ایفائے عہد کو مومنوں، متقیوں اور اللہ کے نبیوں کی صفت قرار دیا گیا ہے، آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ میں ایک اخلاق یہ بھی ہے کہ آپ ہمیشہ وفائی کرتے تھے بے وفائی اور عہد شکنی نہیں کرتے تھے، حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے قریش نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

کسی کام سے بھیجا (یہ اس وقت کی بات ہے جب میں اسلام سے محروم تھا) جب میں نے آپ کی زیارت کی تو فوراً میرے دل میں اسلام کی محبت بیٹھ گئی، چنانچہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! خدا کی قسم اب میں یہاں سے واپس نہیں جاؤں گا، مگر آپ ﷺ نے فرمایا ''نہ تو میں وعدہ خلافی کرتا ہوں اور نہ عہد شکنی کرتا ہوں اور نہ ہی غلاموں کو روکتا ہوں، فی الوقت تم واپس چلے جاؤ البتہ اگر تمہارے دل میں یہی جذبہ، یہی ارمان، یہی تمنا، یہی خواہش رہی تو پھر واپس چلے آنا'' چنانچہ میں اس وقت تو چلا گیا؛ لیکن بعد میں خدمت اقدس میں حاضر ہوکر اسلام قبول کرلیا۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اخلاق حسنہ کی دولت سے تڑپتی انسانیت کی غمخواری کی، اپنے ازلی وابدی دشمنوں کو پتھر کے جواب میں پھولوں کا گلدستہ پیش کیا، نفرت کے اندھیروں میں الفت ومحبت کی شمع روشن کی، آپسی تفرقہ بازی اور دائمی بغض وعداوت کی بیخ کنی کرکے بھائی چارگی اور الفت ومحبت کے چشمے بہائے، یہی نہیں بلکہ ذرا دوقدم آگے بڑھ کر فتح مکہ کی تاریخ کے اوراق کو الٹ کر دیکھئے کہ آپ ﷺ مکہ میں فاتحانہ انداز میں داخل ہوتے ہیں، صحابہ کرام کی دس ہزار جمعیت آپ کے ساتھ ہے، صحابہ اعلان کرتے ہیں ''الیوم یوم الملحمة'' آج بدلے کا دن ہے، آج جوش انتقام کو سرد کرنے کا دن ہے، آج شمشیر وسناں کا دن ہے، آج گذشتہ مظالم کے زخموں پر مرہم رکھنے کا دن ہے، آج ہم اپنے دشمنوں کے گوشت کے قیمے بنائیں گے، آج ہم ان کی کھوپڑیوں کو اپنی تلواروں پر اچھالیں گے، آج ہم شعلۂ جوالہ بن کر خرمن کفار کو جلا کر بھسم کردیں گے اور گذشتہ مظالم کی بھڑکتی چنگاری کو ان کے لہو سے بجھائیں گے۔

لیکن تاریخ شاہد ہے اور زمین وآسمان گواہی دیتے ہیں کہ ایسا کچھ نہیں ہوا، رحمت نبوی جوش میں آئی اور زبان رسالت کی صدائیں لوگوں کے کانوں سے ٹکراتی ہیں ''لاتثریب علیکم الیوم واذھبوا انتم الطلقاء'' کہ جاؤ تم سب آزاد ہو، تم لوگوں سے کسی قسم کا بدلہ نہیں لیا جائیگا، یہ تھا آپ کا اخلاق کریمانہ، یہ تھا آپ کے اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ، جس کی مثال سے دنیا قاصر ہے۔

چنانچہ آپ ﷺ نے عالم انسانیت کو اخلاقیت کا وہ اعلیٰ نمونہ پیش کیا جس کی گواہی باری تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں ''انك لعلی خلق عظیم'' ایک جگہ خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اخلاقیت کی گواہی دیتے ہوئے فرماتے ہیں ''انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق'' مجھے تو اس لیے بھیجا گیا ہے تاکہ میں نیک خصلتوں اور مکارم اخلاق کی تکمیل کروں، اسی کو سراہتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کے اخلاق حسنہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتی

ہیں: ''کان خلقه القرآن''۔

لہٰذا جو مکارم اخلاق آپ کو خالق کونین کی طرف سے مرحمت ہوئے تھے اور جن کی تکمیل کے لیے آپ کو اس دنیا میں بھیجا گیا تھا وہ مکلّف مخلوق کی فطرت کے جملہ مقتضیات کے عین مطابق تھے اور جن کا مقصد صرف یہی نہ تھا بلکہ ان کے ذریعہ روحانی مریضوں کو ان کے بستروں سے اٹھایا جائے اور اٹھنے والوں کو چلایا جائے اور چلنے والوں کو تیزی سے دوڑایا جائے اور دوڑنے والوں کو روحانی کمال اور اخلاقی معراج کی غایۃ قصویٰ تک اور سعادت دنیوی ہی نہیں؛ بلکہ سعادت دارین کی سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا جائے۔

بیشک نبی پاک ﷺ کی زندگی اخلاق حسنہ سے بھری پڑی ہے، جسے آج ہمیں اس نازک ترین حالات میں اپنانے کی ضرورت ہے، اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اخلاق کی تعلیم دوسروں کو دیں اور خود بھی اس پر عمل پیرا ہوں اور نبی کریم ﷺ کے طرز عمل پر اپنی زندگی کو سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں؛ کیونکہ نبی کریم ﷺ کے اخلاق حسنہ کو اپنانے کے بعد ہمارے لیے بھی اخلاقیت کی بلند اور دشوار گزار گھاٹی پر چڑھنا آسان ہوجائے گا۔

❁ ❁ ❁

ضروری وضاحت

شمارہ ماہ فروری کے مضمون ''ضروریات دین ہر مسلمان کی پہچان ہے'' کے عنوان میں کلمہ طیبہ ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کے بعد (پ۲۶ ع۶/۱۲) میں حوالہ غلطی سے شائع ہوگیا ہے۔ جس پر ادارہ معذرت خواہ ہے۔ مکمل کلمہ ایک ساتھ قرآن کی کسی آیت میں نہیں ہے۔ البتہ متفرق آیتوں سے مکمل کلمہ قرآن سے ثابت ہے۔